سوال و جواب

توحید و شرک

مولوی عبدالغنی صاحب لائل پور سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا مضمون "توحید و شرک" جنوری ۱۹۶۲ء کے ثقافت میں پڑھ کر دیر تک سکتے کی حالت میں رہا۔ مضمون اپنی جگہ مدلّل ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف قرآن سے تو اپنا مطلب نکال لیتے ہیں مگر علمائے امت اور صلحائے کرام کی تصریحات پر غور نہیں فرماتے۔ یہ حضرات بہر حال ہم سے آپ سے قرآن کو زیادہ سمجھتے تھے۔ بڑے بڑے بزرگوں نے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اکابر اولیاء سے استغاثہ کیا ہے اور استعانت کی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ امام بوصیری اپنے قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں ۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ سواک عند حلول الحادث العمم

اسی طرح ایک بزرگ کا شعر ہے:

یا رسولِ عربی بندۂ حاجات روا مستغیث امدہ ام چارۂ کار م فرما

(دیکھیے اس میں استغاثہ موجود ہے جو استعانت ہی کے معنوں میں ہے)

یوں ہی نواب سید صدیق حسن صاحب بھوپالی فرماتے ہیں:

زمرۂ راۓ در افتاد یا ربابِ سخن شیخ سنت مددے قاضیِ شوکاں مددے

کیا ان سب حضرات کو آپ شرک کا مرتکب قرار دیں گے؟ علاوہ ازیں ہم سارے مسلمان اپنی پنج وقتہ نماز میں السلام علیک ایھا النبی پڑھتے ہیں تو کیا یہ کفر یا شرک ہے؟ اگر یہ شرک نہیں اور یقیناً نہیں تو بانی سلام علیک پڑھنا کس طرح نعوذ باللہ کفر و شرک ہو جائے گا؟

سوال وجواب

توحید و شرک

مولوی عبد الغنی صاحب لائل پور سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا مضمون "توحید و شرک" جنوری ۱۹۶۲ء کے ثقافت میں پڑھ کر دیر تک سکتے کی حالت میں رہا، مضمون اپنی جگہ مدلل ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف قرآن سے تو اپنا مطلب نکال لیتے ہیں مگر علمائے امت اور صلحائے کرام کی تصریحات پر غور نہیں فرماتے۔ یہ حضرات بہرحال ہم سے آپ سے قرآن کو زیادہ سمجھتے تھے۔ بڑے بڑے بزرگوں نے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اکابر اولیاء سے استغاثہ کیا ہے اور استعانت کی ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ امام بوصیری اپنے قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ سواک عند حلول الحادث العمم

اسی طرح ایک بزرگ کا شعر ہے:

یا رسول عربی بندۂ حاجات روا مستغیث آمدہ ام چارۂ کار م فرما

(دیکھیے اس میں استغاثہ موجود ہے جو استعانت ہی کے معنوں میں ہے)

یوں ہی نواب سید صدیق حسن صاحب بھوپالی فرماتے ہیں:

زمرۂ راستے در افتاد یا ارباب سخن شیخ سنت مددے قاضی شوکانی مددے

کیا ان سب حضرات کو آپ شرک کا مرتکب قرار دیں گے؟ علاوہ ازیں ہم سارے مسلمان اپنی پنج وقتہ نماز میں السلام علیک ایھا النبی پڑھتے ہیں تو کیا یہ کفر یا شرک ہے؟ اگر یہ شرک نہیں اور یقیناً نہیں تو بانی سلام علیک پڑھنا کس طرح نعوذ باللہ کفر و شرک ہو جائے گا؟

(۳) جو مثالیں آپ نے دی ہیں ان پر کفر و شرک کا فتویٰ نہیں لگایا جا سکتا۔ لیکن ان کو بطور حجت پیش کرنا بھی صحیح نہیں بات یہ ہے کہ اشعار میں بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو محض اظہار جذبات کے لئے کہی جاتی ہیں اور وہ کوئی دینی مسئلہ نہیں ہوتیں۔ مثلاً :

الف :۔ سرمد در دین عجب شکستے کردی | ایماں بہ فدائے چشم مستے کردی
عمرے کہ بہ آیات و احادیث گزشت | رفتی و نثار بت پرستے کردی

محافل قوالی میں جب یہ رباعی گائی جاتی ہے تو نہایت ثقہ اور شرعی حضرات بھی حال قال کرتے ہیں لیکن ذرا اسے ممبر خطابت پر نثر میں دینی و تعلیمی خطبے کی حیثیت سے حجت بنا کر پیش کیجئے اور پھر تماشا دیکھ لیجئے۔

ب :۔ کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست | ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست
خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی میکند | آرے آرے می کنم با خلق ما را کار نیست

ج :۔ مصحف بروئے تو مارا ہست قرآن دگر | عاشقاں را دین دیگر سنت و ایمان دگر
لغزش مستانہ در افتاد و جامے بکف | رخصت اے تقویٰ کہ یار آمد بسامان دگر (فرد)

(د) کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے | بات کہنے کی نہیں تو بھی تو ہرجائی ہے
پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں | ہم وفادار نہیں تو بھی تو دلدار نہیں
در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے | یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم | بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے
قوت قلب و جگر گردد نبیؐ | از خدا محبوب تر گردد نبیؐ (اقبال)

(ھ) قصر جنت چہ کنم کو چہ یارے دارم | نرگس و دو رخ نہ کنم رخ نگارے دارم ؟
(و) روحی فداک اے صنم البطحی لقب | آشوب ترک، شور عجم، فتنۂ عرب (جامی)
(ز) قسمت میں اگر اس کی نہ ہو تو بھی وہ پائے | تو وہ ہے کہ تقدیر کی بگڑی کو بنائے (؟)
(ح) خود را نہ پرستیدۂ عرفاں چہ شناسی | کافر نہ شدی لذت ایماں چہ شناسی (حسن)

(ط) تا کے بزیارتِ مقابر — عمرے گزرانی اے فسردہ
یک گربۂ زندہ پیشِ عارف — بہتر ز ہزار شیر مردہ (بہاء الدین نقشبندؒ)

(ح) حافظ شیرازی کا تو سارا دیوان ہی اس کی مثال میں پیش کیا جا سکتا ہے جس میں رندی، میخواری، بت پرستی وغیرہ کے مضامین بھرے پڑے ہیں۔

یہ چند اشعار صرف بطور نمونہ ہیں ورنہ کئی ہزار اشعار پیش کئے جا سکتے ہیں۔ ان میں سے کوئی شعر بھی دینی نقطۂ نگاہ سے کوئی حجت نہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ حضرات بت پرستی کے قائل ہیں، یا تقوے کے خلاف ہیں۔ یا خدا کی شان میں گستاخی کو روا سمجھتے ہیں یا جنت و دوزخ سے بے پروا ہیں۔ یا آنحضرت کو صنم سمجھتے ہیں۔ یا کسی بزرگ کو تقدیر بدلنے پر قادر تصور کرتے ہیں۔ یا کفر کی تائید کرتے ہیں یا زیارت قبور کے خلاف ہیں یا رندی و میخواری کے حق میں ہیں! یہ سب کچھ صرف شاعری ہے جس میں سلیقے سے جذباتِ قلبی کو تمثیلی رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح سمجھ لیجئے کہ جن اشعار میں کسی بزرگ سے فریاد کی گئی ہے وہ محض جذباتی باتیں ہیں۔ غیر اللہ سے استعانت کے جواز و عدم جواز کے مسئلے کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک یتیم بچہ تکلیف میں "ہائے ابا، ہائے ابا" کہہ کر فریاد کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ باپ مر چکا ہے اور اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ یہ صرف اس کے جذبات ہوتے ہیں۔ استعانت یا ندائے غائب وغیرہ کا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا اور نہ جائز ناجائز سے کوئی بحث ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص میت یا قبر پر رو رو کر فریاد کرتا ہے کہ "تم ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ اب ہمارا بھی انتظام کر دو یا اپنے پاس بلا لو" تو یہ فریادی جذبات اس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے جو شعرا بادِ صبا سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ: "میرا اسلام لے جا، میرا پیام لے جا" وغیرہ۔ اس کو مسئلے سے کیا تعلق؟ اس نوع کے پاکیزہ جذبات کی بہترین مثال شیخ سعدی کی وہ فریاد ہے جو انہوں نے آخری عباسی تاجدار معتصم باللہ کی سلطنت ختم ہونے پر کی ہے جس میں وہ ایک جگہ فرماتے ہیں: اے محمد در قیامت گر برآری سر زخاک

یہ بڑے اعلیٰ پاکیزہ اور ایمان افروز جذباتِ تمنا ہیں۔ شیخ سعدی خود بھی یہ عقیدہ نہ رکھتے

ہوں گے کہ حضورؐ ان کی فریاد سے متاثر ہو کر قبر کے اندر سے سر نکال کر جھانکیں گے۔

(۴) ایک نکتہ آپ کے سوالنامے میں ایسا ہے جسے صاف نہ کیا جائے تو غلط فہمی ہو سکتی ہے آپ نے استعانت بغیر اللہ اور ندائے غائب کو ایک سمجھ لیا ہے حالانکہ ہمارے نزدیک یہ دو مختلف چیزیں ہیں، ہم نے صرف استعانت بغیر اللہ کو ناجائز بتایا ہے اس لئے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے علاوہ دوسری نصوص صریحہ بھی موجود ہیں جیسا کہ ہم اپنے مضمون میں واضح کر چکے ہیں۔ رہی ندائے غائب تو اس کے متعلق ہمارا مسلک یہ ہے کہ کسی غائب کو مخاطب کرنے کے لئے اس غائب کا "حاضر فی الذہن" ہونا کافی ہے اور اس کے ناجائز ہونے کی کوئی تشفی بخش دلیل ہمیں ابھی تک نہیں مل سکی ہے، آپ جب کسی شخص کو خط لکھتے ہیں تو ہر جگہ مخاطب ہی کے صیغوں سے کام لیتے ہیں اس لئے کہ وہ اگرچہ اس وقت حاضر نہیں لیکن آپ کے ذہن میں حاضر ہے اسی طرح ایک شاعر اپنے محبوب کو ـــ خواہ وہ محض خیالی ہو یا مر چکا ہو ـــ اپنے شعروں میں مخاطب کرتا ہے، اس سے باتیں کرتا ہے، اس کی تعریفیں کرتا ہے گلے شکوے کرتا ہے بلکہ مدد بھی مانگ لیتا ہے۔ یہ سب کچھ محض شاعری ہوتی ہے یعنی ایک کیفیت خیال کی عکاسی کیلیے اسے الفاظ کا جامہ پہنا دیتا ہے، وہ تخاطب بھی خیالی ہوتا ہے اور وہ استمداد بھی محض لفظی و خیالی ہوتی ہے اور صرف اپنے جذبات کی عکاسی ہوتی ہے شاعر بھی اسے اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کا خیالی محبوب نہ اس کے مخاطبے کو سنتا ہے اور نہ اس کی کوئی مدد کر سکتا ہے۔ اس طرح کا تخاطب دراصل "حکایت غائب بہ صیغۂ حاضر" ہوتی ہے، جائز ناجائز کو اس میں گھسیٹنا صحیح نہیں۔ اس کی ایک اچھی مثال وہ جملے ہیں جو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے چڑیوں کو مخاطب کر کے فرمائے تھے کہ: اے چڑیو! تم بڑی خوش نصیب ہو جس شاخ پہ چاہو بیٹھو اور جہاں سے چاہو دانہ چگ لو۔ تم سے کوئی بازپرس نہیں" یہ تخاطب کیسا ہے؟ کیا وہ چڑیاں صدیق اکبرؓ کی باتوں کو سن یا سمجھ رہی تھیں یا جواب دے رہی تھیں؟ نہیں بلکہ آپؓ کہنا یہ چاہتے تھے کہ یہ چڑیاں ایسی مخلوق ہیں جن سے اعمال کا کوئی حساب کتاب نہ ہوگا۔ اور انسان کا یہ حال ہے کہ ؎

ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب   خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا

اسی حکایت غائب کو جناب صدیق رض نے بہ صیغۂ حاضر بڑی خوبی سے ادا فرمایا ہے۔ یہ کوئی شعر بھی نہ تھا، نثر کے جملے تھے۔ اب اگر کوئی شخص اس کو "ندائے غائب" کے جواز و عدم جواز اور "سماع طیور" کے مسائل کی دلیل بناتا ہے تو ہم بجز اس کے اور کیا کر سکتے ہیں کہ اس کے ذوقِ سلیم کی سلامتی کے لئے دعائے خیر کریں۔

ہمارے خیال میں السلام علیکم یا اھل القبور بھی اس ضمن میں آتا ہے مردے ذہن میں حاضر ہوتے ہیں اور یہ ذہنی تخاطب کے ساتھ دعائے سلامتی بالکل درست ہے یا یوں کہیئے کہ غائبین کے لئے سلامتی کی دعا ہے بہ صیغۂ حاضر۔

اسی طرح السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الخ بھی بالکل صحیح ہے اس کے جواز کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ تخاطب غائب کے لئے اس کا حاضر فی الذہن ہونا کافی ہے دوسری دلیل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ دراصل نقل کلام" ہے۔ کہا جاتا ہے کہ معراج میں حضور انور نے بارگاہِ الٰہی میں اپنا تحفۂ نیازمندی ان الفاظ میں پیش فرمایا کہ: التحیات للہ والصلوٰت والطیبٰت -اس کا جواب بارگاہ خداوندی سے یوں ملا ہے کہ: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

اگر یہ روایت صحیح مان لی جائے تو پھر نماز میں اس کو پڑھنا محض تحیت اور جواب تحیت کی لفظی نقل ہوگی اور اس کے جواز میں شبہ کرنا ذوق سلیم کا خون ہوگا۔ جس وقت ہم یٰبنی اسرائیل، یٰنساء النبی، یا یھا الکفرون کہتے ہیں تو یہ کوئی تخاطب نہیں ہوتا محض نقل ہوتی ہے کلام الٰہی کی۔ اور اس کو ندائے غائب، سماع بنی اسرائیل، سماعِ کفار اور سماعِ ازواجِ النبی سے کوئی تعلق نہیں بلکہ جس وقت ہم نماز میں یا ایھا الرسول، یا ایھا النبی، یا یھا المزمل، یا ایھا المدثر، وغیرہ پڑھتے ہیں اس وقت ہم حضور کو مخاطب کرکے کوئی حکم نہیں سنا رہے ہوتے بلکہ یہ صرف کلام الٰہی کی نقل ہوتی ہے۔

السلام علیك ایھا النبی کو اگر نقل کلام نہ تسلیم کیا جائے بلکہ اپنی طرف سے ارادۃً کہا

جائے جب بھی اس کے جواز کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ حضور حاضر فی الذہن ہوتے ہیں اور ہم اپنی طرف سے درود وسلام کا ہدیہ پیش کر دیتے ہیں۔ یہ بھی تخاطب غائب بہ صیغۂ حاضر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اس میں اور یا نبی سلام علیک میں کوئی فرق نہیں۔

یہ جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس کا تعلق صرف ندائے غائب یا تخاطب غائب سے ہے ہم اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ سوال صرف استعانت بغیر اللہ کا ہے۔ اس کے لئے ہمیں کوئی دلیل جواز نہیں مل سکی۔ اس کے جواز کی دلیل کے لئے محض شاعرانہ جذبات — خواہ نثر میں ہو یا نظم میں — کافی نہیں جیسا کہ ہم اوپر واضح کر چکے ہیں۔ اس کے لئے ایسی قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ ہونی چاہئیں جن میں یہ وضاحت و صراحت ہو کہ تعاون کی طرح استعانت بغیر اللہ بھی علی درست ہے۔

(محمد جعفر)

حکمائے قدیم کا فلسفۂ اخلاق

مصنفہ: بشیر احمد ڈار

عہد قدیم میں چین، ایران، مصر اور یونان کی تہذیبوں نے حیرت انگیز ترقی کر لی تھی اور یہاں کے مفکروں نے جو افکار و نظریات پیش کئے انھی کی بنیاد پر جدید افکار کی عظیم الشان عمارت تعمیر ہوئی ہے اور اس کتاب میں کنفیوشس، گوتم بدھ، زرتشت، مانی، سقراط، افلاطون اور ارسطو جیسے عظیم مفکروں کے اخلاقی نظریات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ——— قیمت ۶ روپے

ملنے کا پتہ:- سیکرٹری ادارۂ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور